آخری قسط		مولانا شہاب الدین صاحب ندوی۔ انڈیا

نظریۂ ارتقاء اور ما قبل آدم مخلوق

تخلیق خصوصی کا اثبات | شعوری انواع یا "مکلف مخلوق" کا یہ مطالعہ ظاہر کرتا ہے کہ یہ انواع روئے زمین پر اچانک ظاہر ہوئیں اور اچانک مٹ گئیں۔ یہ "تخلیق خصوصی" کی ناقابل تردید دلیل ہے اگر وہ ارتقائی طور پر نمودار ہوتیں تو وہ دفعۃً کبھی غائب نہ ہوتیں۔ جیسا کہ دیگر انواع حیات جو ان سے کمتر ہیں وہ آج بھی موجود ہیں۔ اس لئے اب یہاں پر ایک فوق الفطرت ہستی کا وجود ثابت ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ اور کوئی بھی توجیہہ ثابت نہیں ہو سکتی۔ ظاہر ہے کہ ایک نئی نوع کا اچانک ظاہر ہونا اور اچانک مٹ جانا کیا معنی رکھتا ہے؟ سوائے اس کے کہ اس پردۂ زنگاری کے پیچھے کسی برتر ہستی کا وجود ہے۔ جو ان کٹھ پتلیوں کو نچا رہی ہے؟ یہ الگ بات ہے کہ ان انواع میں بتدریج شعور یا دماغ کی زیادتی پائی جاتی ہو مگر یہ سب ربانی مشیت اور اس کی حکمتوں کے تحت ہے جس کو ارتقا کا نام کسی بھی طرح نہیں دیا جا سکتا۔

اللہ تعالیٰ جس طرح چاہتا ہے یکے بعد دیگرے مختلف مخلوقات کو پیدا کرتا ہے اور اس کی تخلیقات کی سب سے بڑی خصوصیت یا ربانی چھاپ یہ ہے کہ مختلف انواع حیات میں "یکسانیت" اور "مشابہت" بھی پائی جاتی ہے۔ جو وحدت خدائی اور وحدت تخلیق کے اظہار کے لئے ہے۔ جس کو غلطی سے موجودہ انسان نے ارتقا کا نام دے دیا ہے۔ گویا کہ "صنعت ربانی" کو سمجھنے میں موجودہ انسان نے سخت ٹھوکر کھائی ہے۔ یہ تو صاف ظاہر ہے کہ دست قدرت کے معجزات کے بغیر محض ارتقائی حیثیت سے حیات کے اتنے سارے کرشمے کبھی ظاہر نہیں ہو سکتے۔ اور ایک "نابینا" مادہ ان کرشمہ ہائے حیات کی علت ہرگز نہیں بن سکتا۔ جس کی نیرنگیاں خود انسان کو ورطۂ حیرت میں مبتلا کئے ہوئے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ مادہ پرستوں نے خدا کی جگہ "مادہ" کو بٹھا دیا ہے اور اس کی طرف وہی خصوصیات منسوب کر رہے ہیں جو خدا کی طرف منسوب کی جاتی ہیں۔ اس اعتبار سے معمائے حیات کبھی کھل نہیں سکتا۔ بلکہ وہ اور زیادہ پُراسرار بن جاتا ہے۔

انسان اصل حیات سے ناواقف ہے | جس طرح انسان طبعی و حیاتیاتی دنیا کے بہت سے اسرار کو نہیں جانتا بلکہ اپنی "محدودیت" کی وجہ سے نہیں جان سکتا۔ اسی طرح وہ "تخلیق خصوصی" کی کنہ و حقیقت کو بھی صحیح صحیح سمجھ نہیں سکتا۔ یہ دراصل خلاق عالم کی طرف سے انسان کی عبرت و بصیرت کے لئے چند اسرار ہیں جن کا اسرار رہنا ہی بہتر ہے۔

بہرحال کسی نئی نوع کا ظہور بالکل اچانک اور دفعۃً ہوتا ہے۔ جس طرح کہ کسی نوع کا خاتمہ اچانک اور ناگہانی

طور پر ہو جاتا ہے۔ قصہ آدم میں انہی تمام حقائق کا اظہار کیا گیا ہے۔ اور موجودہ حضوری ریکارڈ سے اس کی بخوبی تصدیق و تائید ہوتی ہے۔ انسان کی فہمائش کے لئے اس تخلیق خصوصی کے متعلق صرف اتنا ہی بتا دینا کافی تھا کہ اللہ تعالیٰ نے مٹی کا ایک پتلا بنا کر اس میں اپنی روح پھونک دی۔ اس سے زیادہ انسان کچھ بھی سمجھنے کا متحمل نہیں تھا۔ اور آج بھی سائنس کی ہمہ گیر ترقی کے دور میں انسان اس سے زیادہ کچھ بھی سمجھنے کی استطاعت نہیں رکھتا۔ اور فوق الطبعی حقائق کا ادراک اپنی ناقص عقل و فہم کی رو سے کبھی نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اس کو وہ علم نہیں دیا گیا جو اصل کائنات اور اصل حیات کے معموں کو کھولنے والا ہو۔ لہذا

وما اوتیتم من العلم الا قلیلا۔

اور تمہیں بہت تھوڑا سا علم دیا گیا ہے۔

آج بھی ایک زندہ و تابندہ صداقت ہے۔ ظاہر ہے کہ انسان باوجود اپنی ہمہ جہتی ترقیوں کے "حیات" اور "اصل حیات" کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتا۔ تو پھر وہ "تغیرات حیات" یا خالق کی کرشمہ سازیوں کو کیا خاک سمجھ سکتا ہے۔

چنانچہ حیاتیات کے باب میں سب سے اہم ترین مسئلہ یہ ہے کہ "زندگی" کیا ہے اور مادہ حیات (پروٹوپلازم) کیونکر وجود میں آیا؟ مگر تمام سائنسدان اس مسئلے پر مُہر بہ لب ہیں کیونکہ یہ مسائل انسانی عقل اور اس کی رسائی سے باہر دکھائی دیتے ہیں۔ بلکہ درحقیقت یہ انسانی دانش کے لئے ایک چیلنج بنے ہوئے ہیں۔ چنانچہ ایک حیاتیات دان نے تو صاف صاف اپنی نارسائیوں کا اعتراف کرتے ہوئے تحریر کیا ہے کہ:۔

"زندگی بجائے خود پُراسرار ہے، جس طرح کہ خود اس کے مادے کا راز اب تک پردۂ خفا میں ہے"

Life itself is mysterious and its origin still remains shrounded in mystery. 106

ایک اور مشہور محقق ڈاکٹر اسیمو (DR. ISSAC ASIMOV) زندگی کے بنیادی مادے، ڈی این اے حیوانی و نباتاتی خلیوں میں موجود ایک خاص کیمیاوی مادہ جس میں اس نوع کی وراثتی خصوصیات موجود رہتی ہیں کی پُراسرار ترکیب اور اس کے پُراسرار عمل پر بحث کرتے ہوئے تحریر کرتا ہے کہ یہ پوری دنیائے سائنس کو حیران و ششدر کر دینے والا ایک معمہ ہے بلکہ وہ ایک قدم آگے بڑھ کر صاف صاف کہتا ہے کہ اصل زندگی اور مذہبی عقائد کا رشتہ بہت مضبوط ہے اس بنا پر سائنسدان زندگی اور اس کے اسرار کی توجیہہ و تشریح بالکل گھٹے گھٹے اور معذرت خواہانہ انداز میں کرتے ہیں

---

106. Botany for Degree Students by A.C. Dutta P.X. Oxford University Press.

.... How then, did DNA, and life start? This is a question that science has always hesitated to ask, because the origin of life has been bound up with religious beliefs even more strongly than has the origion of the earth and the universe. It is still dealt with only hesitantly and apologetically. 107

اس لحاظ سے "حیات کی تبدیلیوں" کے بارے میں کسی قسم کی لب کشائی کرنا گویا کہ اپنے "خدا" ہونے کا دعویٰ کرنا ہے کیونکہ اس کی حقیقت سوائے خدا کے اور کوئی نہیں جانتا چنانچہ مشہور ماہر حیاتیات سمپس (SIMPSON) نے ایک جگہ پر بالکل صحیح اعتراف کیا ہے کہ حیات کا مسئلہ ایک معمہ ہے جس کا انکشاف دنیائے سائنس کی دسترس سے باہر ہے اور انسان اس راز کو کبھی نہیں پا سکتا۔

<u>اندھا عقیدہ اور بے دلیل دعوے</u> یہ اور اس قسم کے دیگر حقائق و اعتراف سے صاف واضح ہوتا ہے۔ کہ ارتقا کا نظریہ محض ایک افسانہ ہے جس کو مادہ پرستوں نے مذہب اور مذہبی اقدار کی مخالفت میں گھڑا ہے اور یہ آج مذہبی عقیدے کے مقابلے میں ایک دوسرا "متوازی" عقیدہ بن گیا ہے جس کو ترک کرنے کا نتیجہ یہ ہوگا کہ مادہ پرستوں کو چار و ناچار خدا کا وجود تسلیم کرنا پڑے گا۔ کیونکہ اس کے سوا اور کوئی تیسرا راستہ موجود نہیں۔ مگر چونکہ الحاد پرور لوگوں کو خدا کا وجود تسلیم کرنا پسند نہیں ہے (کیونکہ انہیں مذہب اور مذہبی اقدار سے ایک قسم کی چڑ سی ہو گئی ہے) اس لئے وہ اس نظریہ کی صحت پر اصرار کر رہے ہیں۔ باوجود اس کے کہ عقلی و سائنسی تمام دلائل اس نظریہ کی تائید کے بجائے مسلسل تردید کرتے چلے جا رہے ہیں۔ ظاہر ہے کہ جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے۔ اس اعتبار سے یہ موجودہ دور کا سب سے بڑا جھوٹ ہے جو گھڑا گیا ہے اور آج اس پر ایک اندھے عقیدہ کی طرح "ایمان" لایا جا رہا ہے۔ عصر جدید کا سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ آج انسان بغیر علم صحیح کے محض ادعائیت پسند بن گیا ہے۔ اور دعووں پر دعوے کئے جا رہا ہے۔ حالاں کہ حقیقت پسندی بلکہ سائنس کی صحیح روح کا تقاضا یہ ہے کہ سائنسی تحقیقات و تجربات کی رو سے جو کچھ اور جتنا کچھ ثابت ہوتا ہے۔ انسان اس کو ایمانداری کے ساتھ اختیار کرے اور جو چیز اپنے نظریات کے خلاف جا رہی ہو بلکہ انہیں صاف صاف جھٹلا رہی ہو انہیں ترک کر دے

---

107. Asimov's Guide to Science. Vol. 2. The Biological Sciences, PP 172-173, Pelican Books, Middlesex, England, 1978

اور بلا وجہ ان پر اصرار نہ کرے جو علمی روح کے خلاف ہے۔ اس لحاظ سے اصل سائنسی حقائق میں الحاد و لادینیت کے لئے کوئی گنجائش موجود نہیں ہے۔ بلکہ الحاد و لادینی دراصل بعض لوگوں کے اپنے ہی ذہنوں میں ہوتی ہے۔ جو دراصل انکارِ حق کے سلسلے میں اپنی نفسانی خواہشات کا نتیجہ ہوتی ہے۔ مگر ان کی یہ خواہشات پوری نہیں ہو سکتیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کائنات اور اس کے مظاہر کو کچھ اس ڈھنگ سے پیدا کیا ہے کہ ان کے اصول وضوابط میں الحاد و لادینیت کے لئے حقیقتاً کوئی علمی دلیل فراہم نہیں ہو سکتی۔ مگر الحاد پرور لوگ ان اصول وضوابط کو محض مغالطوں کی مدد سے توڑ مروڑ کر انہیں اپنے حق میں کر لینا چاہتے ہیں۔ اس قسم کے رجحانات کو قرآن حکیم میں "خواہشات نفس کا اتباع"۔ "نفس کو معبود بنا لینا"۔ غیر اللہ کی عبادت بے علمی کی باتیں، اور تکبر وغیرہ کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔

بل اتبع الذین ظلموا اھواءھم بغیر علم۔

بلکہ یہ ظالم لوگ بغیر علم کے اپنی خواہشات پر چلتے ہیں۔ (روم ۲۹)

افرایت من اتخذ الھہ ھواہ واضلہ اللہ علیٰ علم وختم علیٰ سمعہ وقلبہ وجعل علیٰ بصرہ غشوۃ فمن یھدیہ من بعد اللہ افلا تذکرون۔ (جاثیہ ۲۳)

بھلا تو نے اس شخص کو دیکھا جس نے اپنی خواہش کو معبود بنا رکھا ہے اور باوجود جاننے بوجھنے کے (گمراہ ہو رہا ہے تو) اللہ نے (بھی) اس کو گمراہ کر دیا۔ اور اس کے کانوں اور دل پر مہر لگا دی اور اس کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا۔ اب اللہ کے سوا اس کو کون راہ دکھا سکتا ہے؟ پھر تم کیوں نہیں سمجھتے۔

ویعبدون من دون اللہ مالم ینزل بہ سلطانا وما لیس لھم بہ علم۔ (حج ۷۱)

یہ لوگ اللہ کے سوا ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جس کی کوئی دلیل اللہ نے نہیں اتاری اور نہ ان کے پاس اس کا کوئی علم ہے۔

ان الذین یجادلون فی اٰیٰت اللہ بغیر سلطٰنٍ اتٰھم ان فی صدورھم الا کبر ما ھم ببالغیہ۔ (مومن ۵۶)

جو لوگ اللہ کی نشانیوں میں بغیر کسی دلیل کے جو ان کے پاس (خدا کی طرف سے) آئی ہو (خواہ مخواہ) جھگڑتے ہیں تو ان کے دلوں میں (ارادہ) بڑائی کے سوا اور کچھ نہیں ہے جس کو وہ پا نہیں سکتے۔

یہ اور اس قسم کی بے شمار آیات الحاد و لادینیت اور ہر قسم کی فکری گمراہیوں کی تردید میں بڑی بلیغ اور معنی خیز ہیں جن کا مفہوم ہر دور پر صادق آ سکتا ہے۔ قرآن مجید میں دراصل انکار خداوندی کے سلسلے میں اس قسم کی آیات کے ذریعہ ہر دور کے نفسیاتی احوال و کوائف اور ان کے بنیادی نکات کو جمع کر دیا گیا ہے جس کی وجہ سے ان کا اطلاق ہر دور میں یکساں طور پر ہو سکتا ہے۔ اسی وجہ سے قرآن حکیم ہمیشہ تازہ اور سدا بہار نظر آتا ہے اور اس اعتبار سے اس پر کہنگی کی

پرچھائیاں کبھی نہیں پڑ سکتیں۔

اس جائزہ سے یہ حقیقت پوری طرح کھل کر سامنے آ گئی کہ جس غیر واقعیت پسندی اور ادعائیت وغیرہ کے طعنے مادہ پرستوں کی جانب سے اکثر و بیشتر اہل مذہب کو دیئے جاتے ہیں ان میں وہ خود ہی بری طرح گرفتار ہیں اب دیکھئے علمی دنیا کا یہ ناٹک کب تک چلے گا۔ اور دنیا کب تک بے سوچے سمجھے اس پر ایک مذہبی عقیدے ہی کی طرح "ایمان" لاتی رہے گی۔ مگر یہ تو صاف ظاہر ہے کہ جب کسی چیز کی بنیاد ہی ٹیڑھی ہو تو پھر پوری عمارت ہی ٹیڑھی ہو کر رہ جائے گی۔

قرآن عظیم کا نیا اعجاز | غرض ایک طرف قرآن عظیم کا بیان کردہ ایک سچا قصہ آدم ہے اور دوسری طرف آدم سے قبل کی "شعوری مخلوق" سے متعلق تحقیقات جدیدہ ہیں اور ان دونوں کو ملانے اور ان میں تطبیق دینے پر عجیب و غریب حقائق ہمارے سامنے آتے ہیں اور قرآن عظیم کے اعجاز اور اس کی صداقت کا ایک نیا اور بے مثال پہلو ہمارے سامنے آتا ہے۔ جو ایک نئے انداز سے دعوت الی اللہ دینے والا اور پوری نوع انسانی کو متنبہ کرنے والا ہے۔ اور ان حقائق میں عبرت و موعظت کے اتنے پہلو ہیں جو بیان سے باہر ہیں۔ لہذا تحقیقات جدیدہ کی بدولت قرآنی بیانات پر کسی قسم کی آنچ نہیں آ سکتی۔ بلکہ اس کی صداقت و سچائی کے نئے نئے پہلو جلوہ گر ہوتے ہیں۔ اسی لیے اسلام مظاہر کائنات میں غور و فکر کرنے اور آغاز حیات کا پتہ لگانے کی تاکید کرتا ہے۔ تاکہ اس کے ذریعے جہاں ایک طرف انسان کو اپنی بے چارگی کا صحیح احساس ہو جائے تو دوسری طرف اس کی تحقیقات خود اس کے لیے "گلے کا پھندہ" ثابت ہو جائیں۔ بالفاظ دیگر اس کی تحقیقات خود اس کے لیے حجت بن جائیں، کیونکہ عقلی دلیلوں کو کبھی کبھی جھٹلایا جا سکتا ہے مگر علمی و سائنسی دلیلوں کو جھٹلانا مشکل ہے، جو خود اس کی اپنی تحقیقات کا نتیجہ ہوں۔ اسی بنا پر قرآن حکیم میں جگہ جگہ مظاہر کائنات اور ان کے نظاموں میں غور و فکر کر کے صحیح نتائج اخذ کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔ اور اس اعتبار سے قرآن حکیم کا یہ ایک انوکھا اور حیرت انگیز پہلو ہے۔

قُل انظروا ما فی السمٰوٰت والارض (یونس ۱۰۱)

کہہ دو کہ غور سے دیکھو کہ اجرام سماوی اور زمین میں کیا کیا چیزیں موجود ہیں۔

قل سیروا فی الارض فانظروا کیف بدأ الخلق (عنکبوت)

کہہ دو کہ تم زمین میں چل پھر کر دیکھو کہ تخلیق کا آغاز کس طرح ہوا۔

وفی خلقکم وما یبثّ من دابّۃٍ اٰیٰت لقومٍ یّوقنون (جاثیہ ۴)

تمہاری تخلیق اور (زمین پر مختلف) جانداروں کے پھیلاؤ میں یقین کرنے والوں کے لیے نشانات الٰہی موجود ہیں۔

ان ھو الا ذکر للعٰلمین ۔ ولتعلمن نباہ بعد حین (ص ۸۷، ۸۸)

یہ کلام سارے جہان کے لئے ایک یاددہانی ہے اور تم اس کی (سچائی کی) خبر کچھ عرصہ بعد معلوم کر لوگے۔

رسل کے بعض اعتراضات اور قلابازیاں

عصرِ جدید کے مشہور ملحد فلسفی برٹرانڈ رسل (BERTRAND RUSSEL) اپنی ایک کتاب (معاشرے پر سائنس کے اثرات) میں بعض "ارتقائی" سوالوں کو چھیڑ کر کچھ قلابازیاں دکھائی ہیں اور یہ فرض کر لیا ہے کہ اس کے اعتراضات کا کوئی جواب نہیں ہو سکتا۔ یہ اعتراضات بڑے غیر سنجیدہ انداز میں ہیں جن کے ذریعہ دراصل اہلِ مذہب کی توہین مقصود ہے چنانچہ وہ لکھتا ہے:-

"انسان کے نظریہ زندگی اور دنیا کے تصور پر ڈارونیت کے بہت زیادہ اثرات ہیں۔ انسانوں اور بندروں کے درمیان کسی خاص امتیاز کی غیر موجودگی مذہب کے لئے بہت پریشان کن ہے انسان میں روح کب پھونکی گئی؟ کیا بندر اور انسان کے درمیان کی مخلوق گناہ کرنے اور نتیجۃً دوزخ میں ڈالے جانے کی اہل تھی؟ کیا قدیم انسان نما بندر میں اخلاقی ذمہ داری کا احساس تھا؟ کیا ہوموپکینسز (HOMO PIKINIENSIS) مردود تھا؟ کیا پلٹ ڈاؤن آدمی جنت میں جگہ پا سکتا تھا؟ ان سوالوں کا کوئی جواب بھی اصولوں پر مبنی نہیں ہو سکتا"[۱]

Darwinism has made many effects upon man's outlook on life and the world. The absence of any sharp line between men and apes is very awkward for theology. When did men get souls? Was the missing link capable of sin and therefore worthy of Hell? Did pithecanthropus Erectus have moral responsibility? Was Homo pekinniensis damned? Did piltdown man go to heaven? Any answer must be arbitrary. 109

وہ مزید تحریر کرتا ہے:-

"ہم اس سوال کو دوبارہ لیتے ہیں کہ اگر قدیم بندر نما انسان زندہ ہوتا تو کیا اسے "حقوقِ انسانی" حاصل ہوتے؟ اگر ہوموپکینسز کیمبرج میں تعلیم پاتا تو کیا وہ نیوٹن کا ہم پلہ ہو سکتا؟ کیا پلٹ ڈاؤن آدمی اتنا ہی ذہین تھا جتنا کہ سیکس کے اس گاؤں کے رہنے والا موجودہ باشندہ؟ اگر آپ ان سوالوں کے جمہوری طریقے سے جواب دے سکیں تو آپ کو پیچھے دھکیل کر

---

۱ کتاب مذکور کا اردو ترجمہ از بشیر احمد چشتی مطبوعہ لاہور ۱۹۶۵ء

109. The Impact of Science on Society. P. 26. Unwin paperbacks, London, 1976

آدم نما بندر کے ساتھ ملایا جا سکتا ہے۔ اور اگر آپ اپنی بات پر قائم رہیں تو اسی طور پر آپ کو امیبا سے ملا دیا جائے گا۔

we must ask again. Should Pithecanthropus, if still alive, enjoy "The Right of Man". would Homo Pekiniensis have been the equal of Newton if he could have gone to Cambridge? was the Piltdown Man just as intelligent as the present inhabitants of that Sussex village? If you answer all these questions in the democratic sense, you can be pushed back to the anthropid apes, and if you stick to your guns, you can be driven back ultimately to the amoeba. 111.

اگر رسل آج زندہ ہوتا تو اس سے کہا جا سکتا تھا کہ آپ کے تمام سوالوں کے جوابات اصولی طور پر دے دئے گئے ہیں۔ لہٰذا اب آپ کو اسلام کی صداقت تسلیم کرتے ہوئے خداوند خلّاق کی ربوبیت و اُلوہیت پر ایمان لے آنا چاہیئے اور اس صورت میں آپ کا شمار مومنین اور حقیقت پسند لوگوں میں ہو سکتا ہے۔ ورنہ اگر آپ علمی تکبر کا مظاہرہ کرتے ہوئے حقائق کو جھٹلانا اور ان کا گلا گھونٹنا ہی چاہتے ہوں تو پھر آپ کا درجہ یقیناً بندروں سے مختلف نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ بندر ہی وہ مخلوق ہے جو انسانوں کے کچھ مشابہ ہونے کے باوجود حقائق کو سمجھنے کی استعداد بالکل نہیں رکھتی۔ کیونکہ طویل تجربات سے یہ بات بخوبی ثابت ہو چکی ہے کہ بندروں بن مانسوں کو سدھا کر انہیں اشاروں پر نچایا تو جا سکتا ہے مگر انہیں انسان نہیں بنایا جا سکتا۔

بعض انواع دیکھنے میں تو بہت قریبی اور متشابہ نظر آتی ہے۔ مگر ان دونوں کے درمیان بہت بڑا فرق ہوتا ہے۔ مثلاً خچر اور گھوڑے میں کچھ یکسانیت نظر آتی ہے مگر کون کہہ سکتا ہے کہ گھوڑے میں جو پھرتی ہے وہی خچر میں بھی ہے۔ ظاہر ہے کہ گھوڑا گھوڑا ہے اور خچر خچر ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ خچر ہزاروں لاکھوں سال سے خچر ہی کیوں ہے؟ اور وہ "ترقی" کرتے کرتے گھوڑے کے مقام و مرتبے تک کیوں نہیں پہنچا؟ حالاں کہ وہ گھوڑے ہی کے مادہ منویہ سے پیدا ہوا ہے۔ مگر اس کے باوجود وہ گھوڑا کیوں نہیں بن سکا؟ آخر اس کے پیروں میں بیڑیاں کیوں پڑی

111. The Impact of Science on Society. P. 26. Unwin paperbacks, London, 1976.

ہوئی ہیں؟ اسی پر دوسری انواع کو بھی قیاس کر لیجیے۔ لہٰذا یہ سوال ہی بالکل مہمل ہے کہ اگر کوئی سابق بندر نما انسان آج موجود ہوتا تو کیا وہ نیوٹن یا کسی اور ذہین انسان کے مقام تک پہنچ سکتا؟

رسل کی جہالت

جیسا کہ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کے حوالے سے تفصیل گزر چکی "پلٹ ڈاؤن انسان" احفوریات کا کوئی اصلی نمونہ نہیں تھا، بلکہ وہ ایک نقلی اور جعلی چیز تھی جس کے سائنسدانوں کو دھوکا دینا مقصود تھا۔ مگر حیرت اور عبرت کی بات ہے کہ موجودہ دور کے سب سے بڑے فلسفی کی نظر سے یہ حقیقت اوجھل رہی جس کی بنا پر وہ "پلٹ ڈاؤن انسان" کا تذکرہ اس انداز سے کر رہا ہے گویا کہ وہ ایک اصلی نمونہ ہے۔

رسل کی پیدائش ۱۸۷۲ء اور وفات ۱۹۷۰ء میں ہوئی۔ اور اس کی مذکورۂ بالا کتاب پہلی بار ۱۹۵۲ء میں چھپی تھی۔ یہ اسی سال کا واقعہ ہے جس سال کہ پلٹ ڈاؤن انسان کا جعلی ہونا ثابت ہوگیا تھا۔ مگر رسل جیسے فلسفیٔ اعظم کو اس کی کوئی خبر نہ ہوسکی۔ ہوسکتا ہے اور بہت ممکن ہے کہ یہ نتائج منظر عام پر آنے سے پہلے ہی کتاب شائع ہوگئی ہو۔ مگر اس کا کیا جواب ہے کہ اس کے بعد بھی رسل کی زندگی ہی میں اس کتاب کے متعدد ایڈیشن نکلتے رہے مگر مذکورہ بالا عبارت جوں کی توں رہی اس سے ثابت ہوتا ہے کہ رسل پر آخر وقت تک بھی "پلٹ ڈاؤن انسان" کی اصلیت واضح نہ ہوسکی اور وہ اس کو برابر ایک اصلی نمونہ ہی تصور کرتا رہا۔

یہ ہے عصر جدید کے سب سے بڑے اور عظیم ترین فلسفی کی معلومات کا حال جن کے بل بوتے پر وہ دین و مذہب پر طنز و تعریض کرنے چلا ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

اسلام پر ایک اعتراض اور اس کا جواب

غرض یہ تھی "ارتقا" کی داستان اور احفوریات (FOSSILS) کی کہانی، اور یہ تھا "تخلیق انسانی" سے متعلق اسلامی عقائد و نظریات کی صداقت کا حال جس سے ناواقفیت کے باعث یہ اور اس قسم کے دیگر اسلامی عقائد کو بھی "اسطوریات" کی قبیل سے سمجھ لیا گیا تھا۔ چنانچہ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا میں (creation, myth and doctrines of Islamic doctrain and myth) کے زیر موضوع (اسلامی عقیدہ اور خرافات) کا بھی ایک عنوان نظر آتا ہے[۱] گویا اس کے ذریعہ یہ دکھانا مقصود ہے کہ دنیا کے دیگر افسانوی مذاہب کی طرح اسلام بھی اسطوری اور خیالی قصے کہانیوں کا ایک مجموعہ ہے۔

اور دوسرا تاثر یہ دینے کی کوشش کی جاتی ہے کہ اسلام کوئی مستقل مذہب نہیں۔ بلکہ یہودیت اور عیسائیت ہی کا خوشہ چین اور انہی کی روایات سے ماخوذ ہے۔ مثال کے طور پر برٹانیکا کا ایک بیان دیکھئے جس میں کہا گیا ہے کہ

---

[۱] انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا (خورد) ۳/۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۷، ۱۹۸۳ء

اسلام میں خدا کی قدرت، اس کے عدل اور اس کی رحمت کے جو اوصاف بیان کئے گئے ہیں وہ یہودیوں اور عیسائیوں کی روایات ہی سے کچھ ترمیمات کے ساتھ ماخوذ ہیں۔

The Picture of God – wherein the attributes of power, justice, and mercy interpenetrate – is related to the Judeo-christian tradition, whence it is derived with certain modifications. 113.

مگر اب ان بھلے مانسوں سے سوال یہ ہے کہ جب اسلام بھی اسلامی اور اسطوری قصے کہانیوں کا مجموعہ یا وہ یہودیت و عیسائیت ہی سے ماخوذ ہے تو پھر ہمیں بتایا جائے کہ ان جدید مسائل و واقعات کے مقابلے میں اسلام کامیاب کیوں دکھائی دے رہا ہے اور یہ یہودیت و عیسائیت اور اسی طرح دیگر افسانوی مذاہب ناکام کیوں نظر آ رہے ہیں ؟ ظاہر ہے کہ اس سے نہ صرف ان دونوں دعووں کا ابطال ہوتا ہے بلکہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ اسلام نہ تو اسطوریات کا مجموعہ ہے اور نہ وہ یہودیت و عیسائیت سے ماخوذ ہے بلکہ یہ بھی بخوبی ثابت ہو جاتا ہے کہ آج اسلام کے سوا بقیہ تمام مذاہب اور ان کے صحیفے آوٹ آف ڈیٹ ہو چکے ہیں۔ لہٰذا ایک زندہ مذہب کو ایک مردہ مذہب سے ماخوذ بتانا حقیقت واقعہ کا منہ چڑانا ہے۔

یہ اور اس قسم کے جو الزامات آج مغربی فاضلوں کی جانب سے اسلام پر لگائے جاتے ہیں وہ اسلام کے لئے کوئی نئی چیز نہیں ہیں۔ بلکہ اب سے چودہ سو سال پہلے نزولِ قرآن ہی کے دور میں خود مشرکین عرب بھی اسی قسم کے الزامات لگا چکے ہیں۔

وقال الذین کفروا ان ھذا الا افک ن افترٰہ واعانہ علیہ قوم اخرون ج فقد جاءو ظلماً وزوراً۔ وقالوا اساطیر الاولین اکتتبھا فھی تملی علیہ بکرۃً واصیلاً ○ (فرقان ۔ ۴۔ ۵)

اور منکرینِ خدا کہتے ہیں کہ یہ (قرآن) تو محض ایک جھوٹ ہے جس کو (محمدؐ) نے گھڑ لیا ہے۔ اور دوسرے لوگوں نے بھی اس میں اس کی مدد کی ہے۔ اس طرح وہ ناحق کوشی اور غیر واقعی بات کے مرتکب ہو چکے ہیں۔ اور انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ یہ تو اگلوں کے افسانے ہیں جن کو (محمدؐ) نے لکھوا لیا ہے اور وہی اس کے سامنے صبح و شام پڑھے جاتے ہیں۔

اگر تاریخی اعتبار سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ مشرکین عرب اس قسم کے شبہات تو ہمیشہ پیش کرتے رہے مگر وہ کوئی

---

۱ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا (مخورد) ۳/۳۲۶، ۳۲۷ - ۱۹۸۳ء 113. ایضاً

ثبوت فراہم نہ کرسکے۔ قرآن مجید نے اس قسم کے تمام شبہات کو اپنے سینے میں محفوظ کرکے مختلف مواقع پر مدلل ومسکت جواب دیا ہے۔ جو بجائے خود ایک اعجاز ہے اور اس قسم کا ایک معقول جواب الٰہی آیات مذکورہ کے بعد اس طرح دیا ہے۔

قل انزلہ الذی یعلم السر فی السمٰوٰت والارض۔ (فرقان ۶)

کہہ دو کہ اسے تو اس ہستی نے اتارا ہے جو آسمانوں اور زمین کے بھیدوں کو جاننے والا ہے۔

اور اس جواب کی صداقت عصر قدیم سے زیادہ عصر جدید میں ظاہر ہورہی ہے۔ اور اس کا ماحصل یہ ہے کہ اگر یہ قرآن کسی انسان کا گھڑا ہوا کلام یا افسانوی قصے کہانیوں کا مجموعہ ہوتا تو اس میں مظاہر کائنات اور ان کے اسرار سے متعلق صحیح صحیح معلومات ہرگز مذکور نہ ہوتیں۔ جن کی صداقت کا اظہار ہزاروں سال بعد کی تحقیقات کے ذریعہ بخوبی ہوسکتا ہو۔ قرآن مجید میں اسرار کائنات کے مذکور ہونے کا صاف وصریح مطلب یہی تو ہے کہ وہ ایسی ہستی کی طرف سے ہیں جو خود ان اسرار کو جاننے والی ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ اس آیت کریمہ کا منطقی نتیجہ ہے جس سے نہ صرف اس کلام کا برحق ہونا ثابت ہوتا ہے بلکہ یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اس کائنات میں ایک ہمہ داں وہمہ بیں ہستی کا وجود بھی ہے جو کائنات کے سارے رازوں سے واقف ہے۔ اور اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ یہی ہستی اس کائنات کی خالق اور مدبر ہے۔ ورنہ وہ تمام "رازہائے تخلیق" سے واقف نہ ہوتی۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ جس ہستی نے اس کائنات کی تخلیق کی ہے اس نے اس کتاب برحق کو بھی نازل کیا ہے۔ اس طرح ان دونوں کا سرچشمہ ایک ہی ہے۔

غرض اس اعتبار سے بھی قرآن مجید ایک حیرت انگیز کلام بلکہ ایک معجزہ ہے جو ابدی حقائق یا "رازہائے ربوبیت" کا مجموعہ ہونے کی وجہ سے لازوال سچائیوں سے بھرپور ہے اور اس کا یہ معجزہ تحقیقات جدیدہ کی بدولت دن بدن روشن سے روشن تر ہوتا جارہا ہے۔ اسی بنا پر کہا گیا ہے۔

سنریہم اٰیٰتنا فی الاٰفاق وفی انفسہم حتّٰی یتبیّن لہم انہ الحق ۰ اولم یکف بربک انہ علیٰ کل شیءٍ شہید ۰ (حٰم سجدہ ۵۳)

ہم عنقریب انہیں اپنی نشانیاں دکھادیں گے۔ اطراف عالم میں بھی اور خود ان کے اپنے نفوس میں بھی، یہاں تک کہ ان پر واضح ہوجائے کہ یہ کلام برحق ہے۔ کیا یہ بات کافی نہیں ہے کہ تمہارا رب ہر چیز سے آگاہ ہے۔

قرآن کلام الٰہی ان مباحث وملاحظات سے بخوبی واضح ہوگیا کہ قرآن مجید کلام الٰہی ہے نہ کہ کسی انسان کا تراشیدہ کلام۔ اور یہ وہ کلام ہے جو خلاف فطرت کی جانب سے اپنے سب سے برگزیدہ بندے ورسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر بطور وحی اتارا گیا تھا۔ اور اس کلام کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ وہ ایک مکمل دینی وشرعی ضابطہ ہونے کے ساتھ ساتھ اسرار کائنات اور ان کی گرہوں کو کھول کر جدید ترین علمی مسائل کو حل کرنے کی استعداد بھی بخوبی رکھتا ہے۔ اور اس اعتبار سے وہ پوری نوع انسانی کے لئے نامۂ ہدایت ہے۔

تِلْكَ مِنْ اَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهَا اِلَيْكَ ۚ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَا اَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هٰذَا (هود ۴۹)

یہ غیب کی خبریں ہیں جن کی اطلاع ہم بذریعہ وحی تمہیں دے رہے ہیں یہ باتیں اس سے پہلے نہ تو تم جانتے تھے اور نہ تمہاری قوم۔

اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوحٰى اِلَيَّ وَمَا اَنَا اِلَّا نَذِيرٌ مُبِينٌ ۝ (احقاف ۹)

میں تو صرف اسی چیز کی پیروی کرتا ہوں۔ میری طرف وحی بھیجی جاتی ہے اور میں تو صاف طور پر متنبہ کرنے والا ہوں۔

وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِي هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ۝ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِي عِوَجٍ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ۔ (زمر ۲۷، ۲۸)

اور ہم نے نوع انسانی کے لئے ہر قسم کی مثال بیان کر دی ہے تاکہ وہ چونک سکیں (یہ) قرآن فصیح اور غیر پیچیدہ (کلام) ہے تاکہ وہ (ان مطالب عالیہ کی کچھ) پروا کر سکیں۔

تَبَارَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُونَ لِلْعٰلَمِينَ نَذِيرًا ۝ (فرقان ۱)

بڑا ہی بابرکت ہے جس نے اپنے بندے پر فرقان (حق و باطل میں تمیز کرنے والی کتاب) نازل کی تاکہ وہ سارے جہاں کو متنبہ کر سکے۔

وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيلُ رَبِّ الْعٰلَمِينَ ۔ نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْاَمِينُ ۔ عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ الْمُنْذِرِينَ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُبِينٍ ۔ وَاِنَّهٗ لَفِي زُبُرِ الْاَوَّلِينَ ۝ (شعراء ۱۹۲۔۱۹۳)

اور یہ قرآن رب العالمین کا اتارا ہوا ہے اسے امانت دار فرشتہ لے کر آیا ہے۔ یہ کلام شستہ عربی میں قلب پر اتارا گیا ہے تاکہ تو متنبہ کرنے والا بن سکے اور اس قرآن کی خبر اگلی (امتوں) کی کتابوں میں بھی موجود ہے۔

اس طرح یہ کتاب کہاں سے آئی؟ کس کے پاس آئی؟ کس ذریعہ سے آئی؟ کس طرح اور کیوں آئی؟ ساری باتیں صاف صاف بتا دی گئی ہیں اور یہ بھی بتا دیا گیا ہے کہ اس کتاب (قرآن) کی صحت و صداقت کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ اس کی خبر تورات اور انجیل وغیرہ قدیم صحیفوں میں بھی موجود ہے۔ اور اس قسم کا کوئی بھی دعویٰ تورات یا انجیل یا دنیا کے کسی بھی صحیفے نے کبھی نہیں کیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پچھلے تمام صحیفے صرف اپنے اپنے دور کے لئے موقت اور عارضی طور پر تھے۔ اور ابدی و دائمی صحیفہ صرف قرآن مجید ہے۔ اور اس اعتبار سے وہ زندگی کے میدان میں آج منفرد اور یکتا دکھائی دیتا ہے۔ وللہ الحمد

جدید ترین آٹومیٹک پلانٹ پر تیار کردہ

UNIFOAM

جہاں آرام کا نام آیا - آپ نے یُونی فوم کو پایا

Stockist:

Yusaf Sons

Babu Bazar, Rawalpindi Saddar Phone: 66754-66933-66833

تیار کردہ

UNITED FOAM INDUSTRIES LTD.

LAHORE—PAKISTAN
Tel: 431341, 431551